نقش آغاز　　بسم اللہ الرحمن الرحیم　　راشد الحق سمیع حقانی

لبنان پر صہیونی جارحیت۔ اقوام عالم کی خاموشی اور عالم اسلام کی بے حسی

عالم اسلام اپنی خامیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کی پاداش میں جبرِ مسلسل سے گزر رہا ہے اور مزید یہ سلسلہ کئی دہائیوں تک جاری رہنے کا قوی امکان ہے کہ ابھی تک عالم اسلام اور اس کی بے حس قیادت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی، اگرچہ ان عظیم سانحات اور حادثات نے پہاڑوں کے دل پگھلا دیئے، سمندروں کا پانی خشک ہوگیا، زمین کا سینہ شق ہوگیا اور آسمان کے تارے ٹوٹ گئے لیکن مسلم خوابیدہ کی غفلت اور نیند اس شورِ قیامت سے نہیں ٹوٹتی۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے　　مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

خانماں برباد لبنان پر آگ و خون کی وحشت ناک بمباری کا آج دسواں دن ہے۔ ان دس دنوں میں مظلوم لبنانیوں کے سروں پر ایک نہیں سینکڑوں قیامتیں گزر گئیں اور گزر رہی ہیں۔ ظلم وستم کے ایسے ایسے پہاڑ ان کے سروں پر گرائے جارہے ہیں کہ انسانیت اور عہد جدید لرزہ براندام نظر آرہے ہیں۔ افسوس! صد افسوس مسلمانانِ عالم پر جو ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ خونی مناظر میڈیا کے ذریعے دیکھ رہے ہیں لیکن اپنے مظلوم اور بے سہارا بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی ان کی نام نہاد حکمراں قیادت اس کے بارے میں کوئی جرأت مندانہ نعرہ لگا سکتی ہے۔ اک ناامیدی اور بے حسی کی زہریلی فضا ہے جو ہر سُو اِن دنوں عالم اسلام پر پھیلی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کا پورا کا پورا کارواں منتشر ہے، نہ انہیں میرِ کارواں میسر ہے اور نہ ہی میلوں کوئی آواز جرس سنائی دے رہی ہے۔ اور نہ ہی تاریک راہوں پر امید وآس کے کوئی چراغ روشن ہیں۔ اور نہ ہی کوئی سنگِ میل میلوں تک نظر آرہا ہے۔ شامتِ اعمال اور خدا وقرآن سے بغاوت کے سبب مسلمانوں سے رحمت کے سائبان کہیں دور اٹھ چکے ہیں؟ نہ دعاؤں میں کوئی اثر ہے نہ آہ وفغاں میں وہ گرمیٔ رفتار ہے کہ جس سے آسمانوں کے دل شق ہوا کرتے تھے۔ لگتا ہے کہ محشر نما عہد میں مسلمانان عالم کیلئے کوئی مسیحا، کوئی طبیب، کوئی نجات دہندہ اور کوئی خضرِ راہ بچا نہیں۔ کبھی افغانستان کی زمین لرزتی ہے تو کبھی عراق کی گود اُجڑتی ہے اور کبھی فلسطین کا جگر چھلنی ہوتا ہے اور کبھی لبنان کے گلشن میں آگ لگا دی جاتی ہے۔ دنیا کے باقی عالم کفر کے خطے ایسے شر وفساد کے لپیٹ میں نہیں ہیں۔ سارے غم اور سارے درد کے پیوند صرف مسلمانوں کی قباء چاک کی آخر زینت کیوں ہیں؟ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ہم ''دہشت گرد'' بھی ہیں اور ہم سزاوار بھی ہیں، مظلوم بھی ہیں اور ''ظالم'' بھی ہیں۔ الغرض تضادات کے سمندر میں مسلمانان عالم غوطہ زن ہیں۔ مگر معاملہ وہی ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس اور مکافاتِ عمل والا ہے۔

لبنان کی جنگ کے شعلے حزب اللہ نے بھڑکائے یا ایک سازش کے ذریعے یہودیوں نے بھڑکائے۔ یہ ایک اہم سوال ہے؟ اس پر امت مسلمہ کو سوچنا چاہیے۔ موجودہ حالات میں اس جنگ کے یہی دو پہلو زیادہ زیر بحث ہیں۔ نمبر ایک اگر یہ حزب اللہ کی جذباتی اور انتقامی کارروائی تھی تو موجودہ عالم اسلام کے مخدوش حالات میں یہ فی الحال نہیں ہونی چاہیے تھی۔ کیا حزب اللہ اس جوابی کارروائی کی متحمل ہو سکتی تھی؟ اور اسکی تیاری مکمل تھی؟ اور آیا اسے عالم اسلام کے ممالک کی حمایت حاصل تھی؟ اور آیا اس نے عرب ممالک کا اعتماد حاصل کر رکھا تھا؟ یہ وہ تلخ حقائق ہیں جن کا کچھ نہ کچھ وزن ضرور ہے۔ جنہیں ہمیں تسلیم کرنا ہوگا۔ اسی طرح موجودہ حالات میں سارے عالم اسلام میں ایک یورش سی بپا ہے اور قیادت کی عدم دلچسپی کی بناء پر انفرادی طور پر معمولی معمولی گروہ مختلف انتقامی کارروائیوں میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ آیا ان کارروائیوں سے عالم اسلام کو تقویت مل رہی ہے؟ یا اس کے نتیجے میں عالم اسلام اور اس کے باسی دن بدن مزید کمزور ہو رہے ہیں؟ حقیقت میں عالم اسلام نے ان چار پانچ سالوں میں بہت کچھ گنوادیا ہے۔ ممبی کے بم دھماکوں نے بھی ہندوستانی مسلمانوں کو مزید کمزور کر دیا ہے۔ اور 7/7 کے واقعات نے بھی مغرب کو امریکہ کی حمایت میں مزید اندھا کر دیا ہے۔ (اسی طرح کراچی میں علامہ حسن ترابی کے قتل میں خودکش دھماکے کے مرتکب شخص نے دینی مدارس اور مسلک دیوبند کو بھی مزید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ کیا موجودہ پاکستان کے حالات شیعہ سنی' دیوبندی بریلوی' اور مقلد وغیر مقلد کے فروعی اختلافات کے متحمل ہو سکتے ہیں؟ عالم کفر کی یلغار اور تیاریوں کو دیکھیں اور اپنوں کی سادگی اور ''افکار کی رفتار'' کو دیکھیں) **الغرض** معمولی معمولی کارروائیوں کو عالم کفر اپنے لئے جواز بنا کر ایک ایک ملک کی دھجیاں اڑا رہا ہے اور پھر بھی ہم سبق حاصل نہیں کر رہے۔ کیا حکمت و تدبیر کے یہی تقاضے ہیں؟ یا تو پورے عالم اسلام کی قیادت عالم کفر کے خلاف اٹھ کھڑی ہو یا اگر یہ گونگے شیطان نہیں اٹھتے اور انکے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے ہیں تو پھر پورے عالم اسلام کے عوام اپنے حکمرانوں اور عالم کفر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں تب ہی صیاد کا یہ پنجرہ ٹوٹے گا۔ اکیلے اکادکا گروہوں کی کارروائیاں تو اپنے پر توڑنے والی بات ہے۔ دوسرا یقینی پہلو اس جنگ کا یہ ہے کہ اسرائیل اور امریکہ دونوں نے مل کر شام اور ایران کے خلاف کاروائی کیلئے یہ جال بُنا ہے۔ اور انہوں نے ہی یہ کاروائی کی ہے تاکہ کسی نہ کسی ذریعے سے شام و ایران کو اس جنگ میں گھسیٹا جائے اور اس پر قرینہ یہ کہ امریکہ نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ ہم نئے مشرقِ وسطیٰ کو بنانے جارہے ہیں اور اس میں شام وغیرہ کی گنجائش نہیں۔ یعنی عظیم تر اسرائیل کی تیاریاں اب ڈنکے کی چوٹ پر ہو رہی ہیں' دوسری جانب عالم عرب شتر مرغ کی مانند اپنا سر ریت میں چھپا رہا ہے اور اپنے آپ کو تمام صورتحال سے بیگانہ سمجھ رہا ہے۔ ہر مسلم حکمران امریکہ کے قہر وغضب سے ڈر رہا ہے۔ پھر مزید صدمے کی بات یہ ہے کہ O.I.C بھی اس پر کوئی رسمی اجلاس وغیرہ نہیں منعقد کر رہی۔ اور نہ ہی عرب ممالک اپنے پلیٹ فارم پر جمع ہو رہے ہیں کہ کہیں یہ اجلاس حزب اللہ کی تائید اور مخالفت کی نذر نہ ہو جائے۔ تو ان دلخراش حالات میں مزید کیا کہا جا سکتا ہے؟ اور کیا لکھا جا سکتا ہے؟ کہ فکر و خیالات اور اعصاب شل و معطل ہیں۔

•